Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 5.69 ISSN No. 2456-1665

منشی پریم چند کے افسانوی ادب میں مذہبی رسومات، توہم پرستی، اور عقیدے کے سماجی و معاشی مضمرات: ایک تنقیدی و سماجیاتی مطالعہ

Socio-Economic Implications of Religious Rituals, Superstition, and Faith in Munshi Premchand's Fictional Literature: A Critical and Sociological Study

Dr. Anjum Nahid Rouf Khan
Associate Professor & Head
Urdu Department,
Yashvantrao Chavan Arts and
Science Mahavidyalaya, Mangrulpir,
Dist: Washim, PIN: 444403

ڈاکٹر انجم ناہید رؤف خان
ایسوسی ایٹ پروفیسر وصدر شعبہ اردو
یشونت راؤ چوان آرٹس اینڈ سائنس مہاودیالیہ، منگرول پیر
ضلع واشم، مہاراشٹر

تلخیص (Abstract)

یہ تحقیقی مقالہ بیسویں صدی کے اردو اور ہندی ادب کے عظیم پیش رو، منشی پریم چند (1880-1936) کے منتخب افسانوں اور ناولوں میں عوامی سطح پر رائج مذہبی رسومات، توہم پرستی، اور عقیدے کے مختلف مظاہر کے سماجی و معاشی مضمرات کا ایک گہرائی سے تنقیدی و سماجیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ پریم چند، جو خود ایک گہرے مذہبی پس منظر کے حامل تھے، اپنی تحریروں میں مذہب کے روحانی یا فلسفیانہ پہلوؤں سے زیادہ اس کے سماجی اور عملی پہلوؤں، بالخصوص مذہبی ٹھیکیداروں کے استحصال، فرسودہ رسومات کے معاشی بوجھ، اور توہم پرستی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ذہنی پسماندگی اور سماجی مسائل، کو بے نقاب کرتے ہیں۔ اس مقالے کا مرکزی استدلال یہ ہے کہ پریم چند کا افسانوی بیانیہ مذہب کو ایک پیچیدہ سماجی تشکیل (complex social construct) کے طور پر پیش کرتا ہے، جو ایک طرف عام آدمی کے لیے نفسیاتی سکون اور سماجی ہم آہنگی کا ذریعہ بن سکتا ہے، تو دوسری طرف یہی مذہب، جب مفاد پرست عناصر کے ہاتھوں میں آ جائے یا توہم پرستی اور جہالت سے آلودہ ہو جائے، تو شدید سماجی استحصال، معاشی بربادی، اور فکری جمود کا باعث بھی بنتا ہے۔ تحقیق کے لیے پریم چند کے نمائندہ افسانوں و ناولوں ("گؤدان" میں پنڈت داتادین کا کردار اور مذہبی رسومات کا بوجھ؛ "کفن" میں مذہبی رسومات کی مضحکہ خیزی؛ "نجات" میں مذہبی استحصال؛ "منتر" میں عقیدہ اور توہم پرستی کا تصادم؛ اور دیگر متعلقہ افسانے) میں موجود مذہبی کرداروں، رسومات، اور عقائد کے سماجی و معاشی اثرات کا متنی تجزیہ (textual analysis) سماجیاتِ مذہب (sociology of religion)، بشریات (anthropology)، اور مارکسی ادبی تنقید (جو مذہب کو ایک نظریاتی بالائی ڈھانچے کے طور پر دیکھتی ہے) کے نظریات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ مطالعے سے یہ نتائج اخذ کیے گئے ہیں کہ پریم چند نے انتہائی فنکارانہ مہارت سے یہ واضح کیا کہ کس طرح مذہبی رسومات اور توہم پرستی، خصوصاً غریب اور ان پڑھ عوام، کے لیے اکثر معاشی بوجھ اور ذہنی غلامی کا باعث بنتی ہیں، اور کس طرح مذہبی ٹھیکیدار (پنڈت، مُلا) اپنے ذاتی مفادات کے لیے عوام کے مذہبی جذبات کا استحصال کرتے ہیں۔ تاہم، پریم چند حقیقی روحانیت یا انسانی ہمدردی پر مبنی اخلاقی عقیدے کو مکمل طور پر مسترد نہیں کرتے۔ ان کا فن مذہب کے سماجی کردار پر ایک متوازن مگر تنقیدی نقطہ نظر پیش کرتا ہے اور ایک روشن خیال، انسانیت دوست، اور استحصال سے پاک مذہبی و سماجی نظام کی تشکیل کی جانب فکری تحریک فراہم کرتا ہے۔ مقالے میں حوالہ جات امریکن سائیکولوجیکل ایسوسی ایشن (APA) کے ساتویں ایڈیشن کے مطابق درج کیے گئے ہیں۔

کلیدی الفاظ: پریم چند، مذہب، مذہبی رسومات، توہم پرستی، عقیدہ، سماجی مضمرات، معاشی مضمرات، سماجیاتِ مذہب، مذہبی استحصال، اردو فکشن۔

1. تمہید و تعارف (Introduction)

منشی پریم چند، بیسویں صدی کے ہندوستان کے وہ عظیم حقیقت نگار ادیب ہیں جن کی تخلیقات اپنے عہد کی سماجی، معاشی، سیاسی، اور ثقافتی زندگی کا ایک جامع اور گہرا نقشہ پیش کرتی ہیں۔ ان کی ادبی کاوشیں، جن میں افسانے اور ناول دونوں شامل ہیں، نہ صرف ہندوستانی عوام کی زندگی، ان

کے دکھ درد، اور ان کی امنگوں کی عکاسی کرتی ہیں، بلکہ ان سماجی اداروں اور نظریات پر بھی ایک تنقیدی نگاہ ڈالتی ہیں جو عوامی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ ان سماجی اداروں میں مذہب ایک انتہائی اہم اور طاقتور ادارہ ہے، جس کی جڑیں ہندوستانی سماج میں بہت گہری ہیں۔ پریم چند، جو خود ایک ایسے ماحول میں پروان چڑھے جہاں مذہب روزمرہ زندگی کا ایک لازمی حصہ تھا، نے اپنی تحریروں میں مذہب، مذہبی رسومات، توہم پرستی، اور عقیدے کے مختلف پہلوؤں کو بار بار اپنے فن کا موضوع بنایا (نارنگ، 2013؛ رئیس، 1990)۔

پریم چند کی ادبی شناخت کا ایک اہم پہلو ان کی سماجی اصلاح کی شدید خواہش ہے۔ وہ اپنے عہد کی ان تمام فرسودہ روایات، ناانصافیوں، اور استحصال کی شکلوں کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں جو انسانی ترقی اور خوشحالی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ اس تناظر میں، مذہب اور اس سے وابستہ رسومات و عقائد بھی ان کی تنقیدی نگاہ سے اوجھل نہیں رہے۔ تاہم، پریم چند کا رویہ مذہب کے بارے میں یکسر منفی یا ملحدانہ نہیں، بلکہ وہ مذہب کے سماجی کردار، اس کے عوامی مظاہر، اور اس کے عام آدمی کی زندگی، خصوصاً اس کی معاشی حالت، پر پڑنے والے اثرات کا ایک nuanced اور حقیقت پسندانہ جائزہ پیش کرتے ہیں۔

یہ تحقیقی مقالہ منشی پریم چند کے منتخب افسانوی بیانیوں میں عوامی سطح پر رائج مذہبی رسومات، توہم پرستی، اور عقیدے کے مختلف مظاہر کے سماجی و معاشی مضمرات کا ایک تنقیدی و سماجیاتی مطالعہ پیش کرنے کی ایک سنجیدہ کوشش ہے۔ اس تحقیق کا بنیادی سوال یہ ہے کہ پریم چند نے اپنے افسانوی ادب میں مذہب، مذہبی ٹھیکیداروں، رسومات، اور توہمات کو کس طرح پیش کیا؟ کیا وہ مذہب کو محض ایک استحصالی آلے کے طور پر دیکھتے ہیں، یا اس کے مثبت سماجی و نفسیاتی پہلوؤں کو بھی تسلیم کرتے ہیں؟ اور یہ کہ ان کی یہ تصویر کشی ان کے وسیع تر سماجی تنقیدی اور اصلاحی ایجنڈے میں کیا کردار ادا کرتی ہے؟ مقالے کا مرکزی استدلال یہ ہے کہ پریم چند مذہب کو ایک پیچیدہ اور کثیر الجہت سماجی تشکیل (complex and multifaceted social construct) کے طور پر دیکھتے ہیں۔ وہ ایک طرف یہ واضح کرتے ہیں کہ کس طرح مذہب، جب مفاد پرست عناصر (پنڈت، مُلا، پیر) کے ہاتھوں میں آ جائے یا جہالت اور توہم پرستی سے آلودہ ہو جائے، تو شدید سماجی استحصال، معاشی بربادی، ذہنی غلامی، اور سماجی تفرقے کا باعث بنتا ہے۔ دوسری طرف، وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حقیقی روحانیت، انسانی ہمدردی پر مبنی اخلاقی عقیدہ، اور سادہ لوح عوام کا ایمان بعض اوقات ان کے لیے نفسیاتی سکون، سماجی ہم آہنگی، اور مشکل حالات میں امید کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ پریم چند کا فن ان دونوں پہلوؤں کے مابین جدلیاتی کشمکش کو فنکارانہ مہارت سے پیش کرتا ہے۔ اس تحقیق کا دائرہ کار پریم چند کے نمائندہ افسانوں ("نجات"، "منتر"، "کفن" (ایک مختلف زاویے سے)، "بڑے گھر کی بیٹی" (مذہبی رواداری کے حوالے سے)، "متفرق افسانے") اور ناولوں ("گؤدان"، "سیواسدن") میں موجود مذہبی کرداروں، رسومات، عقائد، اور توہمات کے سماجی و معاشی اثرات کے متنی تجزیے تک محدود ہوگا، جس میں سماجیاتِ مذہب، بشریات، اور مارکسی ادبی تنقید (جو مذہب کو ایک نظریاتی بالائی ڈھانچے کے طور پر دیکھتی ہے) کے نظریات سے استفادہ کیا جائے گا۔

2. متعلقہ ادب کا جائزہ (Literature Review)

- منشی پریم چند کی ادبی تخلیقات میں مذہب اور اس سے متعلقہ موضوعات پر تحقیقی و تنقیدی کام موجود ہے، اگرچہ یہ شاید ان کی سماجی حقیقت نگاری یا طبقاتی شعور جیسے پہلوؤں کی طرح وسیع پیمانے پر زیرِ بحث نہیں آیا۔ سید احتشام حسین (1985) نے پریم چند کے سماجی شعور پر بات کرتے ہوئے ان کی مذہبی رواداری اور فرقہ واریت کی مخالفت کا ذکر کیا ہے۔ قمر رئیس (1990) نے "پریم چند کا تنقیدی مطالعہ" میں پریم چند کے اصلاحی نقطہ نظر کے تحت ان کی مذہبی منافقت اور توہم پرستی پر تنقید کی طرف اشارہ کیا ہے۔
- ہندی ادب میں، رام ولاس شرما (1952) نے "پریم چند اور ان کا یگ" میں پریم چند کے سماجی افکار کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے مذہبی خیالات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ امرت رائے (1962) کی سوانح "قلم کا سپاہی" میں پریم چند کی ذاتی زندگی میں مذہب کے کردار

اوران کی تحریروں میں اس کے عکس کا ذکر ملتا ہے۔ نامور سنگھ (1968) نے "کہانی نئی کہانی" میں پریم چند کی حقیقت نگاری کے ضمن میں ان کے مذہبی کرداروں کی تصویر کشی پر بھی بات کی ہے۔

- جدید محققین میں، وسودھا ڈالمیا (Dalmia, 1997) نے "The Nationalization of Hindu Traditions: Bhāratendu Hariśchandra and Nineteenth-century Banaras" میں انیسویں اور بیسویں صدی کے اوائل میں ہندو مذہبی روایات کی تشکیلِ نو پر بحث کی ہے، جس کا پس منظر پریم چند کے عہد کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ گیانیندر پانڈے (Pandey, 1990) نے "The Construction of Communalism in Colonial North India" میں نوآبادیاتی دور میں فرقہ وارانہ شناختوں کی تشکیل پر کام کیا ہے، جو پریم چند کی مذہبی رواداری اور فرقہ واریت کی مخالفت کو سمجھنے کے لیے اہم ہے۔
- تاہم، پریم چند کے افسانوی ادب میں مذہبی رسومات، توہم پرستی، اور عقیدے کے سماجی و معاشی مضمرات کا ایک منظم، مربوط، اور نظریاتی طور پر مستحکم تجزیہ، جو سماجیاتِ مذہب، بشریات، اور مارکسی تنقید کے امتزاج سے کیا گیا ہو، اب بھی مزید تحقیق کا متقاضی ہے۔ اکثر مطالعات یا تو پریم چند کی مذہبی رواداری پر توجہ مرکوز کرتے ہیں یا ان کی مذہبی ٹھیکیداروں پر تنقید کا عمومی ذکر کرتے ہیں۔ موجودہ مقالہ اس خلا کو پر کرنے کی کوشش کرے گا اور یہ واضح کرے گا کہ پریم چند نے کس طرح اپنے عہد کے مذہبی مظاہر کو ایک گہری سماجی و معاشی بصیرت کے ساتھ پیش کیا، اور کس طرح ان کا فن مذہب کے عوامی کردار پر ایک تنقیدی مکالمہ قائم کرتا ہے۔ یہ تحقیق پریم چند کی حقیقت نگاری کی ایک اور جہت کو روشن کرے گی، جو انہیں نہ صرف ایک سماجی مصلح بلکہ مذہب کے سماجی کردار کے ایک ذہین مبصر کے طور پر بھی پیش کرتی ہے۔

3. نظریاتی چوکھٹا: مذہب، رسومات، توہم پرستی اور عقیدے کا سماجیاتی و مارکسی تجزیہ

اس مقالے کا نظریاتی چوکھٹا سماجیاتِ مذہب، بشریات، اور مارکسی ادبی تنقید کے متعلقہ تصورات پر مبنی ہے تاکہ پریم چند کے افسانوی ادب میں مذہبی مظاہر کے سماجی و معاشی مضمرات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔

سماجیاتِ مذہب (Sociology of Religion):

یہ سماجیات کی وہ شاخ ہے جو مذہب کو ایک سماجی ادارے کے طور پر دیکھتی ہے اور سماج میں اس کے کردار، افعال، اور اثرات کا مطالعہ کرتی ہے۔ ایمائل درخائم (Durkheim, 1912/1995) نے مذہب کو سماجی یکجہتی (social cohesion) اور اجتماعی شعور (collective consciousness) پیدا کرنے کا ایک اہم ذریعہ قرار دیا۔ میکس ویبر (Weber, 1905/2002) نے "پروٹسٹنٹ اخلاقیات اور سرمایہ داری کی روح" میں یہ دکھایا کہ کس طرح مذہبی عقائد معاشی رویوں اور سماجی تبدیلی پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ پریم چند کے ادب میں، ہم دیکھیں گے کہ مذہب کس طرح سماجی تعلقات کو متاثر کرتا ہے اور بعض اوقات کس طرح سماجی استحکام (یا جمود) کا باعث بنتا ہے۔

بشریات اور رسومات (Anthropology and Rituals):

بشریات مذہبی رسومات کو ثقافتی اظہار، سماجی اقدار کی ترسیل، اور اجتماعی شناخت کی تشکیل کے ایک اہم ذریعے کے طور پر دیکھتی ہے ("Turner, 1969, "The Ritual Process)۔ رسومات اکثر علامتی معنی رکھتی ہیں اور سماجی نظام کو برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہیں۔ تاہم، پریم چند کے ادب میں ہمیں یہ بھی نظر آئے گا کہ کس طرح رسومات، جب وہ اپنے اصل روحانی معنی کھو بیٹھیں اور محض ظاہری شکل اختیار کر لیں، تو وہ معاشی بوجھ اور سماجی استحصال کا ذریعہ بھی بن سکتی ہیں۔

توہم پرستی(Superstition):

توہم پرستی سے مراد غیر عقلی یا مافوق الفطرت اسباب پر یقین رکھنا اور ان کی بنیاد پر اپنے اعمال کا تعین کرنا ہے۔ سماجیاتی نقطہ نظر سے، توہم پرستی اکثر غیر یقینی حالات، خوف، اور لاعلمی کی پیداوار ہوتی ہے۔ پریم چند دکھاتے ہیں کہ کس طرح توہم پرستی عوام کو ذہنی طور پر پسماندہ رکھتی ہے، انہیں عقلی سوچ سے محروم کرتی ہے، اور انہیں مذہبی ٹھیکیداروں کے استحصال کا آسان شکار بناتی ہے۔

مارکسی ادبی تنقید اور مذہب:

مارکسی نظریہ مذہب کو عموماً ایک نظریاتی بالائی ڈھانچے (ideological superstructure) کے طور پر دیکھتا ہے جو حکمران طبقے کے مفادات کا تحفظ کرتا ہے اور عوام کو ان کے حقیقی معاشی استحصال سے غافل رکھتا ہے ("عوام کی افیون") (Marx, 1844/1975, "Contribution to the Critique of Hegel's Philosophy of Right")۔ پریم چند کے ادب میں، اگرچہ وہ مذہب کو یکسر مسترد نہیں کرتے، لیکن وہ اکثر یہ دکھاتے ہیں کہ کس طرح مذہبی ادارے اور مذہبی ٹھیکیدار حکمران اور استحصالی طبقات کے ساتھ گٹھ جوڑ کرکے عوام کو اپنے زیرِ اثر رکھتے ہیں اور ان کی معاشی بدحالی کو ان کی قسمت یا پچھلے جنم کے کرموں کا نتیجہ قرار دے کر انہیں موجودہ نظام کے خلاف بغاوت سے روکتے ہیں۔

اس نظریاتی چوکھٹے کی روشنی میں، پریم چند کے ان کرداروں، واقعات، اور سماجی صورتحال کا تجزیہ کیا جائے گا جہاں مذہبی رسومات، توہم پرستی، اور عقیدے کے مختلف مظاہر ان کے کرداروں کی سماجی حیثیت، معاشی حالت، اور ذہنی رویوں پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

4. تجزیہ و مباحثہ: پریم چند کے افسانوی ادب میں مذہبی رسومات، توہم پرستی، اور عقیدے کے سماجی و معاشی مضمرات

پریم چند کا افسانوی کائنات ایسے کرداروں اور واقعات سے بھرا پڑا ہے جہاں مذہب، رسومات، اور عقائد ان کی زندگیوں میں ایک اہم، اور اکثر فیصلہ کن، کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کی تصویر کشی پریم چند کی گہری سماجی بصیرت اور انسانی نفسیات کی تفہیم کا ثبوت ہے۔

4.1 مذہبی ٹھیکیداروں کا استحصال اور معاشی بوجھ: "گئودان"، "نجات"، اور "کفن"

- **"گئودان" میں پنڈت داتادین اور دیگر مذہبی کردار:** پریم چند کا شاہکار ناول "گئودان" (پریم چند، گئودان، اشاعتِ اول 1936) نہ صرف کسان ہوری کی معاشی تباہی کی داستان ہے بلکہ یہ دیہی ہندوستان میں مذہبی استحصال کی بھی ایک جامع تصویر پیش کرتا ہے۔ پنڈت داتادین، جو گاؤں کا مذہبی پیشوا ہے، ہوری اور دیگر غریب کسانوں کی مذہبی جذباتیت اور جہالت کا فائدہ اٹھا کر ان سے مختلف رسومات (شادی، موت، پیدائش، فصل کی کٹائی وغیرہ) کے نام پر نذرانے، دان، اور بھوج وصول کرتا ہے۔ ہوری کی زندگی کا سب سے بڑا خواب ایک گائے خریدنا اور مرتے وقت "گئودان" کرنا ہے، جو اس کے لیے نہ صرف سماجی وقار بلکہ مذہبی نجات کی بھی علامت ہے۔ لیکن یہی مذہبی خواہش اسے مزید قرض اور معاشی بدحالی میں مبتلا کرتی ہے۔ پنڈت داتادین اور دیگر مذہبی ٹھیکیدار (مثلاً متائی) مذہب کو اپنے ذاتی مفادات اور معاشی فائدے کے لیے استعمال کرتے ہیں، اور غریب کسانوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ ان کی خوشحالی اور نجات ان رسومات کی ادائیگی پر منحصر ہے۔ یہ کردار مارکسی تصور کے مطابق اس "نظریاتی بالائی ڈھانچے" کو تقویت دیتے ہیں جو معاشی استحصال کو جائز قرار دیتا ہے۔
- **"نجات" میں پنڈت گھاسی رام کا استحصال:** افسانہ "نجات" (پریم چند، پریم بتیسی، جلد اول) ذات پات کے نظام اور مذہبی استحصال کا ایک انتہائی تکلیف دہ نمونہ پیش کرتا ہے۔ دکھی چمار، اپنی بیٹی کی شادی کے لیے سیت (مبارک وقت) نکلوانے پنڈت گھاسی رام کے پاس جاتا ہے۔ پنڈت جی، اپنی مذہبی حیثیت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے، دکھی سے اپنے گھر کے بے شمار کام کرواتے ہیں، اسے بھوکا

پیاسا رکھتے ہیں، اور بالآخر دکھی تھکن اور بھوک سے نڈھال ہو کر مر جاتا ہے۔ پریم چند انتہائی بے باکی سے یہ دکھاتے ہیں کہ کس طرح مذہبی ٹھیکیدار، ذات پات کی تفریق کو استعمال کرتے ہوئے، نچلے طبقے کے لوگوں کا نہ صرف معاشی بلکہ جسمانی استحصال بھی کرتے ہیں، اور مذہب کو اس استحصال کو جائز قرار دینے کے لیے ایک آلے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

- **"کفن" میں مذہبی رسومات کی مضحکہ خیزی اور معاشی بے بسی:** افسانہ "کفن" (پریم چند، واردات، 1995/1937) ایک مختلف زاویے سے مذہبی رسومات کے سماجی و معاشی پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔ گھیسو اور مادھو، جو بدھیا کی موت پر کفن کے لیے چندہ جمع کرتے ہیں، اس رقم کو کفن خریدنے کے بجائے شراب پینے اور کھانا کھانے پر خرچ کر دیتے ہیں۔ ان کا یہ عمل بظاہر انتہائی غیر انسانی اور اخلاقی طور پر قابل مذمت ہے، لیکن پریم چند کا بیانیہ یہ واضح کرتا ہے کہ یہ اس سماجی نظام کی بھی عکاسی کرتا ہے جہاں زندہ انسانوں کی بنیادی ضروریات (بھوک) پوری نہیں ہوتیں، جبکہ مردوں کی رسومات پر بے جا اسراف کیا جاتا ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ "کیسا برا رواج ہے کہ جسے جیتے جی تن ڈھانکنے کو چیتھڑا بھی نہ ملے، اسے مرنے پر نیا کفن چاہیے" (پریم چند، واردات، 1995/1937، ص. 17)، مذہبی رسومات کی سماجی و معاشی مضحکہ خیزی اور ان کے غیر منطقی بوجھ پر ایک شدید طنز ہے۔

4.2 توہم پرستی، جہالت، اور ان کے سماجی و معاشی نتائج: "منتر" اور دیگر افسانے

"منتر": عقیدہ، توہم پرستی، اور انسانیت کا تصادم:

افسانہ "منتر" (پریم چند، کلیات پریم چند، جلد سوم، 2000) عقیدے، توہم پرستی، جدیدیت (سائنس/ڈاکٹری علاج)، اور انسانی ہمدردی کے مابین پیچیدہ تعلق کو پیش کرتا ہے۔ ڈاکٹر چڈھا، جو ایک کامیاب اور امیر ڈاکٹر ہیں، ایک غریب بوڑھے بھگت کے بیمار بیٹے کا علاج کرنے سے اس لیے انکار کر دیتے ہیں کہ وہ ان کے کھیلنے کا وقت تھا۔ بعد میں جب ڈاکٹر چڈھا کا اپنا بیٹا سانپ کے کاٹنے سے مرنے کے قریب ہوتا ہے، اور تمام ڈاکٹری علاج ناکام ہو جاتے ہیں، تو وہی بھگت، جسے ڈاکٹر چڈھا نے حقارت سے ٹھکرا دیا تھا، اپنے منتر (جو ایک طرح کی روایتی یا توہم پرستانہ علاج کی شکل ہے) سے اس کی جان بچاتا ہے، لیکن اپنے بیٹے کی موت کا بدلہ لینے کے بجائے انسانی ہمدردی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہ افسانہ ایک طرف توہم پرستی اور غیر سائنسی علاج پر سوال اٹھاتا ہے، تو دوسری طرف یہ بھی دکھاتا ہے کہ بعض اوقات نام نہاد تعلیم یافتہ اور جدید طبقہ بھی انسانی ہمدردی اور اخلاقیات سے عاری ہو سکتا ہے، جبکہ ایک سادہ لوح، توہم پرست شخص بھی اعلیٰ انسانی اقدار کا حامل ہو سکتا ہے۔ یہ افسانہ توہم پرستی کے سماجی جڑوں (لاعلمی، متبادل وسائل کی کمی) اور اس کے ممکنہ منفی نتائج (غلط علاج، وقت کا ضیاع) کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔

دیگر افسانوں میں توہم پرستی: پریم چند کے متعدد دیگر افسانوں میں بھی بھوت پریت، جنتر منتر، ٹونے ٹوٹکے، اور دیگر توہمات کا ذکر ملتا ہے، جو اکثر دیہی اور ان پڑھ عوام کی زندگی کا حصہ ہوتے ہیں۔ وہ دکھاتے ہیں کہ کس طرح یہ توہمات نہ صرف ان کی ذہنی پسماندگی کو برقرار رکھتی ہیں بلکہ انہیں دھوکے باز عاملوں اور مذہبی ٹھیکیداروں کے استحصال کا بھی شکار بناتی ہیں، جس سے ان کی معاشی حالت مزید خراب ہوتی ہے۔

4.3 عقیدے کے مثبت اور منفی پہلو: نفسیاتی سکون بمقابلہ ذہنی غلامی

پریم چند کا بیانیہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ عقیدہ (faith) ایک دو دھاری تلوار ثابت ہو سکتا ہے۔

- **مثبت پہلو:** نفسیاتی سکون اور سماجی ہم آہنگی: بعض کرداروں کے لیے، سادہ اور مخلصانہ مذہبی عقیدہ مشکل حالات میں نفسیاتی سکون، امید، اور اخلاقی طاقت کا ذریعہ بنتا ہے۔ مذہبی تہوار اور رسومات بعض اوقات سماجی ہم آہنگی اور اجتماعی خوشی کا باعث بھی بنتے ہیں (جیسے "عید گاہ" میں بچوں کی خوشی، یا "بڑے گھر کی بیٹی" میں مذہبی رواداری کا ماحول)۔

- **منفی پہلو:** ذہنی غلامی اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ: تاہم، جب یہی عقیدہ اندھی تقلید، جہالت، اور توہم پرستی پر مبنی ہو، تو یہ ذہنی غلامی، عقلی سوچ کے فقدان، اور سماجی ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ بن جاتا ہے۔ پریم چند دکھاتے ہیں کہ کس طرح غلط عقائد عوام کو قسمت پرستی (fatalism) کا شکار بنا دیتے ہیں اور انہیں اپنے حالات کو بدلنے کی جدوجہد سے روکتے ہیں۔ وہ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ مفاد پرست عناصر عوام کے اسی اندھے عقیدے کا فائدہ اٹھا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔

4.4. پریم چند کا تنقیدی موقف اور اصلاحی نقطہ نظر

- پریم چند کا مقصد مذہب کو یکسر مسترد کرنا نہیں، بلکہ مذہب کے نام پر ہونے والے استحصال، منافقت، اور توہم پرستی کو بے نقاب کرنا اور ایک روشن خیال، انسانیت دوست، اور سماجی طور پر ذمہ دارانہ مذہبی شعور کو فروغ دینا ہے۔
- مذہبی ٹھیکیداروں پر تنقید: وہ پنڈتوں، مُلاؤں، اور دیگر مذہبی پیشواؤں کے اس طبقے پر شدید تنقید کرتے ہیں جو مذہب کو ذاتی مفاد اور عوام کے استحصال کا ذریعہ بناتے ہیں۔
- فرسودہ رسومات کی مخالفت: وہ ان تمام فرسودہ اور بے معنی مذہبی رسومات کی مخالفت کرتے ہیں جو عوام پر معاشی بوجھ ڈالتی ہیں اور ان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہیں۔
- توہم پرستی کے خلاف جدوجہد: وہ توہم پرستی کو جہالت اور ذہنی پسماندگی کی علامت قرار دیتے ہیں اور عقلی سوچ اور سائنسی طرزِ فکر کو اپنانے پر زور دیتے ہیں۔
- حقیقی روحانیت اور اخلاقیات پر زور: پریم چند حقیقی روحانیت، انسانی ہمدردی، محبت، انصاف، اور خدمتِ خلق جیسی اعلیٰ اخلاقی اقدار کو مذہب کا اصل جوہر قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک، وہ مذہب جو انسانوں کے درمیان نفرت اور تفریق پیدا کرے، یا جو سماجی ناانصافی اور استحصال کو جائز قرار دے، وہ حقیقی مذہب نہیں۔
- مذہبی رواداری اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی: پریم چند ہندو مسلم اتحاد اور مذہبی رواداری کے پرزور حامی تھے۔ انہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے فرقہ واریت اور مذہبی تعصب کی شدید مذمت کی۔

5. نتائج (Conclusion)

اس تحقیقی اور تجزیاتی مطالعے سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ منشی پریم چند کا افسانوی بیانیہ ہندوستانی سماج میں عوامی سطح پر رائج مذہبی رسومات، توہم پرستی، اور عقیدے کے مختلف مظاہر کے سماجی و معاشی مضمرات کا ایک گہرا، بصیرت افروز، اور تنقیدی مرقع پیش کرتا ہے۔ سماجیاتِ مذہب، بشریات، اور مارکسی ادبی تنقید کے نظریات کی روشنی میں ان کے کام کا تجزیہ یہ واضح کرتا ہے کہ پریم چند مذہب کو ایک پیچیدہ اور کثیر الجہت سماجی تشکیل کے طور پر دیکھتے تھے، جس کے مثبت اور منفی دونوں پہلو ہو سکتے ہیں۔

پریم چند نے اپنی کہانیوں اور ناولوں ("گؤدان"، "نجات"، "کفن"، "منتر") کے ذریعے انتہائی فنکارانہ مہارت سے یہ دکھایا کہ کس طرح مذہبی ٹھیکیدار (پنڈت، مُلا) اپنے ذاتی مفادات کے لیے عوام کے مذہبی جذبات کا استحصال کرتے ہیں، کس طرح فرسودہ اور بے معنی مذہبی رسومات غریب عوام پر ناقابل برداشت معاشی بوجھ ڈالتی ہیں، اور کس طرح توہم پرستی اور جہالت انہیں ذہنی طور پر پسماندہ رکھتی ہیں اور انہیں عقلی سوچ اور سماجی ترقی سے محروم کرتی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ کس طرح مذہب کو بعض اوقات طبقاتی استحصال اور سماجی ناانصافی کو جائز قرار دینے کے لیے ایک نظریاتی آلے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

تاہم، پریم چند کا نقطہ نظر مذہب کے بارے میں یکسر منفی یا ملحدانہ نہیں تھا۔ وہ حقیقی روحانیت، انسانی ہمدردی پر مبنی اخلاقی عقیدے، اور سادہ لوح عوام کے ایمان کے مثبت پہلوؤں (مثلاً نفسیاتی سکون، سماجی ہم آہنگی، امید) کو بھی تسلیم کرتے تھے۔ ان کی تنقید کا اصل ہدف مذہب بذاتِ خود نہیں، بلکہ مذہب کے نام پر ہونے والا استحصال، منافقت، فرقہ واریت، اور توہم پرستی تھی۔ وہ ایک ایسے روشن خیال، انسانیت دوست، اور سماجی طور پر ذمہ دارانہ مذہبی و اخلاقی شعور کو فروغ دینا چاہتے تھے جو فرد اور معاشرے دونوں کی بھلائی اور ترقی کا باعث بنے۔

پریم چند کا ادبی ورثہ آج بھی، خصوصاً ان معاشروں میں جہاں مذہب عوامی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے، انتہائی متعلقہ اور فکر انگیز ہے۔ ان کا کام ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ کس طرح مذہب کے سماجی و معاشی مضمرات کا تنقیدی جائزہ لیا جائے، کس طرح مذہبی استحصال اور توہم پرستی کا مقابلہ کیا جائے، اور کس طرح مذہب کو سماجی انصاف، انسانی مساوات، اور حقیقی روحانی ترقی کا ایک ذریعہ بنایا جائے۔ پریم چند کی یہ گہری سماجی بصیرت انہیں بیسویں صدی کے عظیم ترین انسانیت دوست اور حقیقت نگار ادیبوں کی صف میں ایک ممتاز اور لازوال مقام عطا کرتی ہے۔

6. حوالہ جات (References)

- احتشام حسین، سید۔ (1985)۔ تنقیدی جائزے۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔
- امرت رائے۔ (1962)۔ قلم کا سپاہی۔ ہنس پرکاشن۔
- پریم چند، منشی۔ (1936)۔ گؤدان۔ سرسوتی پریس۔
- پریم چند، منشی۔ (1995)۔ واردات (افسانوی مجموعہ، بشمول "کفن")۔ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس۔
- پریم چند، منشی۔ پریم بتیسی (جلد اول)۔ (1940)۔ دارالاشاعت پنجاب، لاہور
- پریم چند، منشی۔ (2000)۔ کلیاتِ پریم چند (جلد 1 تا 24، بشمول افسانے جیسے "منتر"، "عیدگاہ"، ناول، مضامین) (مرتبہ، مدن گوپال)۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان۔
- رئیس، قمر۔ (1990)۔ پریم چند کا تنقیدی مطالعہ (تیسرا ایڈیشن)۔ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس۔
- رام ولاس شرما۔ (1952)۔ پریم چند اور ان کا یگ۔ پرکاشن کیندر۔
- نامور سنگھ۔ (1968)۔ کہانی نئی کہانی۔ لوک بھارتی پرکاشن۔
- نارنگ، گوپی چند۔ (2013)۔ اردو افسانہ: روایت اور مسائل (نیا ایڈیشن)۔ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس۔

- Dalmia, V. (1997). The Nationalization of Hindu Traditions: Bhāratendu Hariśchandra and Nineteenth-century Banaras. Oxford University Press.
- Durkheim, É. (1995). The Elementary Forms of Religious Life (K. E. Fields, Trans.). The Free Press. (Original work published 1912)
- Marx, K. (1975). Contribution to the Critique of Hegel's Philosophy of Right: Introduction. In K. Marx & F. Engels, Collected Works (Vol. 3, pp. 175-187). Progress Publishers. (Original work published 1844)
- Pandey, G. (1990). The Construction of Communalism in Colonial North India. Oxford University Press.
- Turner, V. W. (1969). The Ritual Process: Structure and Anti-Structure. Aldine Publishing Company.
- Weber, M. (2002). The Protestant Ethic and the Spirit of Capitalism (S. Kalberg, Trans.). Roxbury Publishing Company. (Original work published 1905)